پروفیسر انوار الحق

تکلف برطرف ـــــ میں کسی ابن صفی سے واقف نہیں، جاسوسی ناولوں سے بھی مجھے زندگی کے کسی دور میں کبھی کوئی دلچسپی نہیں رہی، جب تک ہندوستان میں رہا کبھی کوئی ناول خواہ رومانی، ادبی، تاریخی یا جاسوسی میرے گھر کی دہلیز ڈانکنے کی ہمت نہ کر سکا البتہ شمس العلماء ڈپٹی مولوی نذیر احمد کی مشہور زمانہ تصنیف توبتہ النصوح کے دو تین نسخے میں نے از خود لاکر گھر پر رکھ دئے تھے تاکہ میرے بچے اس کو پڑھیں اور نیک و بد، سیاہ و سپید اور گناہ و ثواب کا فرق سمجھ سکیں۔

تقسیم ہند و پاک کے بعد جب میں کراچی آیا تو یہاں میرے بے شمار شاگرد موجود تھے جو آج کل بھی ہیں اور بفضلہ اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ مجھے اپنے ہونہار شاگردوں سے مل کر ہمیشہ روحانی مسرت حاصل ہوئی۔ ان کا برتاؤ مجھ سے ہمیشہ ویسا ہی رہتا ہے جیسا ایونگ کرسچن کالج الہ آباد میں تھا۔ یہ سب اب بھی استاد ہونے کے رشتے سے میری عزت افزائی کرتے ہیں۔ جب ملتے ہیں تو ماضی کی باتیں یاد آجاتی ہیں۔ خدا میرے ان نیک دل اور سعادتمند شاگردوں کو ہمیشہ خوش رکھے اور مزید اونچے عہدوں پر سرفراز کرے جو آج بھی اپنی تہذیب اور تعلیم کو اپنائے ہوئے ہیں۔ ان پر دور حاضر کا رنگ نہ چڑھنے پائے، یہی میری دعا ہے۔

پاکستان کی بود و باش اختیار کرنے کے بعد بھی ایک مدت تک جاسوسی ناولوں کا کوئی ذکر میرے علم میں نہیں آیا لیکن بعد ازاں جاسوسی لٹریچر کی بھرمار نے طوفانی صورت اختیار کر لی۔ اس کا علم سب سے پہلے مجھے اپنے نواسوں کی وساطت سے ہوا اور ابن صفی کے نام کی بھنک پہلی بار میرے کانوں میں پڑی۔

جاڑے کا موسم تھا، رات کے نو کا عمل رہا ہوگا۔ میں اپنے ایک عزیز کی عیادت کر کے واپس آیا تو اپنے نواسوں کو پڑھائی میں مصروف دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی۔ میرے دونوں نواسے (جواب ماشاء اللہ سرکاری عہدوں پر ہیں) اپنے بستر پر لحافوں میں دبکے گہرے مطالعے میں محو تھے میں نے سرسری نظر ڈالی، ایک کے ہاتھ میں تاریخ کی موٹی سی کتاب تھی اور دوسرا جغرافیہ کی لانبی کاپی ہاتھ میں دبائے نوٹس یاد کر رہا تھا۔ میں نے اپنے کپڑے تبدیل کئے، سونے کے ارادے سے کمر سیدھی کی تو نواسوں کے فلک شگاف قہقہوں کی آوازیں سنائی دیں، میں نے ایسا محسوس کیا جیسے ان پر ہنسی کا دورہ پڑ گیا ہو۔ مجھے تعجب ہوا کہ آخر تاریخ کی کتاب یا جغرافیہ کے نوٹس میں ان دونوں کو بیک وقت ایسی کونسی مضحکہ خیز بات نظر آئی جو اُن پر دورہ پڑ گیا۔ دریافت حال کی خاطر اٹھ کر دوسرے کمرے میں گیا تو انکشاف ہوا کہ تاریخ کی کتاب میں "عمران سیریز" اور جغرافیہ کی کاپی میں "جاسوسی دنیا" موجود ہے، تو یہ تھا ابن صفی سے میرا تعارف۔ ابن صفی جو درسی کتب میں چھپا کر پڑھے جاتے تھے!

بات آئی گئی ہوگئی، میں درسگاہ میں اگر کسی طالب علم کو زیادہ منہمک پاتا تو اس کی کاپی یا کتاب کو الٹ کر ضرور دیکھ لیتا مبادا کہیں اس میں بھی ابن صفی کی کوئی

میں کسی ابن صفی سے واقف نہیں!

تصنیف موجود نہ ہو۔ مجھے ابن صفی کی شخصیت سے چڑھ ہوگئی۔ اگر میرے بس میں ہوتا۔ میرا دائرہ اختیار وسیع ہوتا تو میں اس لغو لٹریچر کو یک جنبش قلم بند کرا دیتا لیکن جاسوسی ناولوں کی وبا کم ہونے کے بجائے کسی متعدی بیماری کی مانند پھیلتی گئی۔ اس حد تک پھیلی کہ اس میں میرا سب سے چھوٹا لڑکا بھی ملوث ہوگیا۔ اس ہیجانی وبا کی ذمہ داری صد فی صد ابن صفی پر عائد ہوتی ہے۔

میری جھنجھلاہٹ ابن صفی کے ضمن میں بڑھتی گئی۔ ایک روز جب میرے لڑکے نے مجھے بتایا کہ ابن صفی کا اصل نام اسرار احمد ہے اور موصوف بھی ایونگ کرسچن کالج الہ آباد میں میرے شاگرد رہ چکے ہیں تو مجھے بیحد حیرت ہوئی، میں نے ذہن پر زور دے کر عہد رفتہ کی گم گشتہ یادوں کو کریدا تو ایک سیدھا سادھا، بذلہ سنج اور نہایت طبّاع طالب علم میرے ذہن کے پردوں پر اُبھرا۔ یہ میرا ہونہار شاگرد اسرار احمد اور آپ کا ابن صفی تھا۔

مجھے بہت اچھی طرح یاد ہے کہ اسرار احمد اپنے ہم جماعتوں میں بڑی ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے نہایت خاموش طبیعت اور ہر معاملے پر گہری نظر رکھنے کے عادی، کالج کے مجلّے میں ان کی نگارشات ایک خاص مقام رکھتی تھیں، میرا خیال ہے کہ اسرار احمد کالج کے مجلّے کے معتمد بھی تھے، میرے دوسرے شاگردوں کی طرح اسرار کو بھی مجھ سے یہ شکایت ہمیشہ رہی کہ کالج میں مشاعرے منعقد کرانے کی اجازت دینے سے ہمیشہ گریز کرتا تھا۔

بات شاعری کی آنکلی ہے تو آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ اسرار احمد بنیادی طور پر ایک شاعر ہیں، نازک احساسات اور بلند خیالات کے مالک، طالب علمی کے زمانے میں شاعری ان کا وصف خاص تھی، کالج کے پرنسپل بونارجس بونی مالویا (DR. B.B. MALVIA) کٹر قسم کے کرسچین ہونے کے باوجود اردو ادب اور شعر و شاعری میں اعلیٰ ذوق رکھتے تھے، اسرار کی شاعری ان کو بے حد پسند تھی۔ خاص طور پر موصوف کا ایک شعر "رک نہ جائے پائے ہمّت دیکھنا" بی بی مالویا کو اس قدر پسند آیا کہ وہ اکثر اس کی تعریف کرتے، "مجھ سے کہا کرتے" اسرار کی شاعری میں ایک جذبہ ہے، زندگی کی تحریک ہے۔ کسی دن اس کا شمار چوٹی کے شاعروں میں ہوگا۔"

بی بی مالویا اگر آج زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری طرح یہ دیکھ کر یقینی طور پر دکھ ہوتا کہ اسرار جسے ایک انقلابی شاعر ہونا چاہئے تھا جاسوسی ناول نگار کیسے بن گیا ذاتی طور پر مجھے اس بات کا مطلق علم نہیں کہ جاسوسی ادب میں اسرار نے کس حد تک کامیابی حاصل کی البتہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ میں نے ایک زمانے میں بچے بچے کی زبان سے ابن صفی کا نام سنا ہے۔ مجھے اس وقت ابن صفی کا نام سن کر الجھن ہوتی تھی خوشی یا رنج نہیں ہوتا تھا مگر اب معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اب اگر میں کسی کو ابن صفی کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے سنتا ہوں تو مجھے افسوس ہوتا ہے۔ میں اسرار کو ابن صفی نہیں بلکہ اسرار ناروی دیکھنا چاہتا تھا۔ اگر اسرار نے جاسوسی ادب کو نہ اپنایا ہوتا اور محض شاعری پر توجہ دی ہوتی تو آج ابن صفی کے بجائے اسرار احمد کا نام بڑے بڑے شاعروں کی محفل میں بڑی قدر و منزلت سے لیا جاتا۔

پاکستان میں جب اسرار سے میری ملاقات ہوئی تو میں ان میں کوئی تبدیلی محسوس نہیں کر سکا۔ کالج کے زمانے کے اسرار احمد اور پاکستان کے اسرار احمد میں رنگ و نسل، آب و ہوا یا بدلتی تہذیب کی کوئی اضافی علامت نظر نہیں آئی۔ وہی سنجیدگی، گہری نظریں، خاموش طبیعت اور متانت جو کالج کے زمانے میں تھی آج بھی ان میں موجود تھی۔ البتہ

ایک تبدیلی مجھے نمایاں طور پر محسوس ہوئی۔ پاکستان میں پہلی ملاقات کے دوران وہ مجھے کچھ سہمے سہمے سے نظر آئے غالباً انہیں پہلے سے اس بات کی فکر لاحق تھی اگر میں نے انہیں ابن صفی کی حیثیت سے کریدا تو ان کا جواب کیا ہوگا۔

دورِ حاضر میں جبکہ نوجوان بزرگوں کو اپنے لئے باعثِ زحمت سمجھتے ہیں، اسرار کی سہمی سہمی شخصیت نے مجھے بیحد متاثر کیا یہ اسرار کا حسنِ ظن ہے۔ حسنِ اخلاق ہے۔ میں یہ سوچنے پر مجبور ہوگیا کہ "ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں"۔

میں نے اسرار کی پریشانی کو بھانپا، کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں ہوئیں۔ جب وہ اپنے رنگ میں آگئے تو میں نے دبی زبان میں پوچھ ہی لیا کہ وہ شاعری چھوڑ کر جاسوسی ناولوں کی طرف کیوں راغب ہوگئے۔ میرا سوال سن کر اسرار نے بڑی انکساری سے نظریں جھکا کر دبی آواز میں کہا۔

"مولانا! بات دراصل یہ ہے کہ شاعری واہ واہ کی غذا حاصل کر کے ذہن کو تقویت تو بخش سکتی ہے لیکن پیٹ بھرنے کا ذریعہ نہیں ثابت ہو سکتی۔ ملازمت مجھے پسند نہیں اس لئے جاسوسی ناولوں کو ذریعہ معاش بنالیا۔ البتہ شعر و شاعری اب بھی جب فرصت ملتی ہے کرتا رہتا ہوں"۔

اسرار کے جواب نے مجھے مطمئن کر دیا۔ کچھ دیر کی نشست کے بعد وہ دوبارہ آنے کا وعدہ کر کے چلے گئے پھر آج تک ملاقات نہ ہو سکی۔ کراچی کی مصروفیات کا یہی عالم ہے کہ پڑوسی پڑوسی سے ہفتوں نہیں مل سکتا۔ مجھے اسرار کے دوبارہ نہ آنے پر کوئی شکایت نہیں۔ میری دعا ہے کہ وہ جہاں بھی رہیں خوش رہیں۔ البتہ اب بھی کبھی میں کسی کی زبان سے ابن صفی کا نام سنتا ہوں تو ایک سوال بے ساختہ میرے ذہن میں ابھرتا ہے۔

اسرار جو شاعری کے میدان میں ابھرنے والا تھا جاسوسی ناول نگار کیسے بن گیا۔؟ ❁